www.khanqah.in

ایذاءِ مُسلم حرام ہے!

مولانا محمد حمید اللہ لون صاحب۔ دامت برکاتہم

"اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ" ترجمہ: "سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کے شر سے مسلمان محفوظ رہیں)۔
(رواہ البخاری)

اسلام: اسلام کے معنی ہیں فرمانبرداری، سپردگی (Submission) "اَلْاِسْلَامُ هُوَالْاِسْتِسْلَام" (الفتح الرّبانی للشّیخ عبدالقادر الجیلانیؒ) اسلام مکمل سپردگی کا نام ہے۔

شریعت طیبہ میں جو اللہ عزّ وجل کے احکام ہیں ان کی کامل اطاعت کا نام اسلام ہے، نفس اور شیطان کی مخالفت کے بغیر کامل اطاعت ممکن نہیں ہے، اپنی پسند کو اللہ کی پسند پر قربان کرنا ضروری ہے۔

نظر اُن کی نظر اپنی، پسند اُن کی پسند اپنی
نظر اپنی، پسند اپنی نہیں ہوتی محبت میں

(مولانا محمد احمدؒ)

پوری کائنات اطاعت میں: پوری کائنات ایٹم سے کہکشاں (Galaxy) تک اللہ کے قوانین کی پابندی کررہی ہے، اور کوئی اختیار نہیں ہے۔ انسانوں اور جنوں کو اللہ جلّ جلالہٗ نے اختیار (Freedom of choice) دیا ہے، خیر وشر، حق وباطل میں امتیاز کرنے کیلئے آخری دستورِ حیاتِ انسانی یعنی قرآن حکیم نازل فرمایا، اس کی تفسیر عملی کیلئے آخری پیغمبر حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بھیجا، اللہ اور اس کے اذن سے پیغمبر کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے راہِ حق کو روشن کرکے دکھایا تاکہ بندوں کو ہزار دِقتوں سے بچایا جائے، حق سمجھانا پیغمبر کا کام ہے اور اس پر چلنا بندوں کا کام ہے ؎

رہبر تو بس بتادیتا ہے راہ
راہ چلنا رہرو کا کام ہے
لے چلے تجھ کو مرشدِ دوش پر
یہ ترا راہ رو خیالِ عام ہے

مومنِ کامل: مومن کامل وہ شخص ہے جو اللہ اور آخری پیغمبر حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت بخوشی انجام دیتا ہے، اور ہر نافرمانی سے بچتا رہتا ہے، اسی کی یہ شان بھی ہوتی ہے کہ وہ مسلمانوں کو خصوصاً اور ہر انسان اور جاندار کو عموماً ایذاء دینے سے پرہیز کرتا ہے۔

کیا ایذاء رساں مسلمان نہیں؟ جو ایماندار ایذاء پہنچاتا ہے، وہ مسلمان تو ہے لیکن ناقص، اور یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ: "مومنِ کامل جہنم میں جائے گا نہیں اور مومن ناقص جہنم میں رہے گا نہیں"۔
(مسیح الامتؒ)

کیا غیر مسلم کو ایذاء دینا جائز ہے؟ غیر مسلم کو بلا حقِ شرع ایذاء پہنچانا حرام ہے۔

کیا زبان اور ہاتھ کے علاوہ کسی اور ذریعے سے تکلیف دینا جائز ہے؟ چونکہ ایذاء عموماً ہاتھ اور زبان ہی سے دی جاتی ہے، اسلئے ان کا خاص طور سے ذکر کیا گیا باقی قاعدہٗ کلیہ یہی ہے کہ کسی کو کسی قسم کی تکلیف دینا بلاوجہ جائز نہیں۔

ایذاء رسانی سے پرہیز کا طریقہ: دِل میں یہ فکر ہو کہ کوئی گناہ نہ ہو اور کسی کو میری طرف سے تکلیف نہ پہنچے، قول وفعل عمل میں لانے سے پہلے غور وفکر کرنا ضروری ہے، کہ اس سے تکلیف تو نہ ہوگی۔

ایک دفعہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک خادمہ کی غلطی پر فرمایا: "لَوْ لَا خَشْيَةُ الْقَوَدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَأَوْجَعْتُكِ بِهٰذَا السَّوَاكِ" (الادب المفرد، باب قصاص العبد) اگر قیامت کے روز مجھے بدلہ کا خوف نہ ہوتا تو میں تجھے اس مسواک سے مراتا۔

اقامتِ حدود: رجم یعنی سنگساری، چوری کی سزا میں ہاتھ کا کاٹنا صرف اسلامی حکومت میں جائز ہے، اس میں ایسی صورت میں شرور وفتن سے محفوظ رکھنا ضروری ہے،: "وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" "اور اے اہل عقل (حکم) قصاص میں (تمہاری) زندگانی ہے، کہ تم (قتل کو خونریزی سے) بچو (یعنی حاکموں کو چاہیے کہ قصاص دلانے میں قصور نہ کریں تاکہ آئندہ خون بند ہو"

تادیب اطفال: بچوں اور طلباء کو اصلاح کی نیت سے حدود میں رہ کر تادیباً پیٹنا جائز ہے، شرط یہ ہے کہ بدن پر نشانات نہ پڑیں اور بہرصورت چہرے اور نازک موقعوں پر ضرب لگانا بالکل ناجائز ہے۔

تین بار ہاتھ سے پیٹے نہ کہ چھڑی یا لاٹھی سے!: درمختار میں ہے: "وَاِنْ وَجَبَ ضَرْبُ ابْنِ عَشْرٍ عَلَيْهَا بِيَدٍ لَا بِخَشَبَةٍ" مطلب یہ ہے کہ اگر اولاد نماز پڑھنے میں سستی کرے اور اصلاح کرنا ضروری بن جاتا ہے تو بارہ سال کے بچے کو ہاتھ سے مارے "وَلَا يُجَاوِزُ الثَّلَاثَ" اور تین بار مارنے سے آگے نہ بڑھے اور لکڑی سے نہ مارے۔ اس بارے میں فتاویٰ شامی جلد ثانی میں ایک حدیث نقل کی گئی ہے: "اِيَّاكَ اَنْ تَضْرِبَ فَوْقَ الثَّلَاثِ، فَاِنَّكَ اِذَا ضَرَبْتَ فَوْقَ الثَّلَاثِ اقْتَصَّ اللّٰهُ مِنْكَ" تین مرتبہ سے زیادہ مارنے سے پرہیز کرو، اگر تین مرتبہ سے زیادہ پیٹو گے تو اللہ تم سے قصاص لے گا۔

بچوں اور طلباء کی تادیب کیلئے مناسب صورت: بچوں اور طلباء کی اصلاح کی ضرورت کے وقت ایسی سزا دی جائے جس میں ورزش بھی ہو، اور نقصان بھی نہ ہو، مثلاً تھوڑی دیر کیلئے مرغا بنانا، یا اُٹھا بیٹھی کرائی جائے لیکن یہ خیال رکھا جائے کہ زیادہ دیر تک سزا جاری نہ رکھی جائے، اگر مربّی یا معلّم بھول جائے تو بچہ اور طالب علم از خود اُٹھے اور بیٹھے تاکہ حادثہ اور تکلیف وغیرہ سے بچ سکے، ورنہ بُرے نتائج سامنے آئیں گے پھر پچھتانا پڑے گا۔

اچانک تکلیف پہنچے تو فوراً معافی مانگے: خدانخواستہ اگر کسی کو اچانک تکلیف پہنچے تو فوراً معافی مانگنی چاہیے، اور معافی مانگنے میں شرم محسوس کرنا تکبّر کی بات ہے، جس سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

بدترین ایذاء رسانی: والدین کی ایذاء رسانی سب سے زیادہ خطرناک ہے، اس کی سزا عالم برزخ یا عقبٰی کے بجائے دُنیا ہی میں بھگتنی پڑتی ہے، ایسے ہزاروں واقعات مشاہدے میں آچکے ہیں۔

ایذاء دینے کے کام جو ممنوع ہیں: گالی دینا، لعن طعن، غیبت، بہتان تراشی، چغلخوری، جھوٹی قسم کھا کر کسی کا حق مارنا، جھوٹی شہادت دینا، حقارت کرنا، دھوکہ دینا، حق واپس نہ کرنا، چیز وصول کرکے اس کی قیمت مالک کو دینے میں تاخیر کرنا، والدین، اولاد، بیوی، بیٹی وغیرہ کے حقوق ادا نہ کرنا، مزدور وملازم پر طاقت سے زیادہ کام کا بوجھ ڈالنا۔ عاریت کی چیز اور قرضہ مالک کو واپس نہ کرنا یا بلاوجہ تاخیر کرنا، گاڑی وغیرہ میں سگریٹ وغیرہ پینا، گاڑی ٹھیک سے پارک نہ کرنا، ریڈیو، ٹی وی، ٹیپ ریکارڈر کی آواز بلند رکھنا جس سے ہمسایہ یا پاس بیٹھنے والا پریشان ہو، لاؤڈ سپیکر آرام کے اوقات خصوصاً رات دیر گئے تک استعمال کرنا، چاہے وعظ وتبلیغ یا نعت وغیرہ ہی کیوں نہ ہو، مجلس، مدرسہ، مسجد وغیرہ، میں بدبودار کپڑے یا پسینہ کی بو کے ساتھ جانا وغیرہ، عیادت کے موقعے پر مریض کے پاس زیادہ دیر تک بیٹھنا اور اُسے بات کرنے پر مجبور کرنا، تعزیت کے موقعے پر پردہ کے احکام کی رعایت نہ کرنا اور غیر محرم خواتین کے ساتھ ناروا اختلاط، بلا ضرورت اس موقعے پر رشتہ داروں کا بیٹھے رہنا، جادو کرنا، اور تعویذات کا غلط استعمال، الغرض یہ فکر ہر وقت دامن گیر رہے کہ بندے سے دوسروں کو راحت پہنچے، اگر راحت نہ پہنچا سکے تو کم از کم کسی کو تکلیف بھی نہ پہنچے، ترکِ ایذاء رسانی بھی بہت بڑی نیکی ہے۔

علماءِ ربّانی کے ساتھ ادب سے پیش آنا ضروری ہے: علماءِ حق جو خوشبو کی طرح چھپائے چھپ نہیں سکتے، ان کی ایذا رسانی بھی بہت مُہلک ہے، اُن کے ساتھ بدسلوکی بہت سخت عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے، بنی رحمت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: "وَأَنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ" اور علماءِ حق انبیاء کے جانشین ہیں اور انبیاء کی ایذا رسانی بہت سنگین ہے، ایسے ہی علماء صالحین جن میں صلاح وتقویٰ کا غلبہ ہو، کی مخالفت، عیب چینی، غیبت، حقارت، بہتان تراشی بہت سنگین جُرم ہے۔

محدث جلیل علاّمہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاد اور مربّی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو باذن اللہ ایک شخص کے بارے میں کشف ہو گیا تھا کہ اُس کا منہ قبلہ کی جانب سے ہٹا دیا گیا وجہ یہ تھی کہ اُس مسلمان شخص نے ایک عالم ربّانی کی بے ادبی کی تھی اور معافی نہیں مانگی تھی (والعلم عند اللہ)

ہیں دُنیا میں وہی لوگ اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

ہر انسان کی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ دوسروں کو نفع اور آرام پہنچے، یہ نہ سہی مگر تکلیف بھی نہ پہنچ پائے۔ یا اللہ ہم سب کو سلیقۂ زندگی، حسنِ بندگی اور فلاح دارین نصیب فرما۔

وصلّی اللہ علی النّبیّ الاُمّیّ